Fikr-o-Nasar (Islamabad) 13:3 (1975)

مسائلِ حج

جی۔ اے۔ حق

حج کے بارے میں بنیادی طور پر ایک بات یاد رکھنی چاہیئے کہ ارکانِ حج جن کا ادا کرنا فرض ہے صرف تین ہیں احرام، وقوفِ عرفہ اور طوافِ افاضہ ان میں سے کوئی رکن رہ جائے تو حج نہیں ہوتا۔ ان کے علاوہ باقی سب واجبات، سنن اور مستحبات ہیں۔ حج اور عمرہ کے باہمی تعلق کی بنا پر حج کی مندرجہ ذیل تین قسمیں ہیں:

تمتع اس کی صورت یہ ہے کہ میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھا جائے۔ بیت اللہ کے طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی یعنی عمرہ سے فارغ ہو کر احرام کھول دیا جائے اور پھر آٹھویں ذی الحج کو حج کا احرام باندھا جائے اور مناسک حج ادا کیے جائیں۔

قران حج قران یہ ہے کہ میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا جائے۔ عمرہ سے فارغ ہو کر بدستور اسی احرام میں رہا جائے حتیٰ کہ ایام حج آجائیں اور مناسکِ حج ادا کرکے احرام کھول دیا جائے۔

افراد اس کا طریقہ یہ ہے کہ میقات سے صرف حج کا احرام باندھا جائے اور مناسکِ حج ادا کر کے احرام کھول دیا جائے۔ حج افراد کرنے والے پر قربانی واجب نہیں ہے۔

حج تمتع ادائیگی کے لحاظ سے آسان ہے اور اس میں حج اور عمرہ دونوں کا ثواب مل جاتا ہے۔ مگر احناف کے نزدیک قران تمتع سے افضل ہے اور تمتع افراد سے افضل ہے۔ البتہ افراد سے فرض کی ادائیگی ہو جاتی ہے۔ شیعہ فقہ میں جس کا گھر مکہ معظمہ سے سولہ فرسخ یا اس سے زیادہ دور ہو اس پر حج تمتع واجب ہے اس لئے شیعہ فقہ کی رو سے پاکستانی شیعہ بھائیوں پر حج تمتع ہی واجب[1] ہوگا۔

ایام حج چونکہ ۸ ذی الحج سے شروع ہو کر ۱۲ ذی الحج تک رہتے ہیں۔ اس لئے میں ہر

---

[1] ۔ توضیح المسائل (شیعہ فقہ)

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

دن میں ادا کیئے جانے والے اعمال اسی دن کے عنوان سے تحریر کروں گا۔

۸ ذی الحج ایامِ حج میں سے یہ دن پہلا ہے۔ حج قِران کرنے والے تو پہلے ہی سے احرام باندھے ہوں گے مگر تمتع اور افراد کرنے والے اس دن علی الصبح احرام باندھیں گے۔ اگر حاجی حدود حرم کے اندر مقیم ہو تو اسے وہیں سے احرام باندھ لینے کی اجازت ہے اور اگر وہ حدودِ حرم سے باہر ہو تو اس پر لازم ہے کہ حدودِ حرم میں داخل ہونے سے پہلے احرام باندھ لے۔ جو حجاج ایامِ حج سے پہلے والے دن مکۂ مکرمہ میں گذارتے ہیں وہ اگر چاہیں تو روزانہ عمرہ ادا کر سکتے ہیں مگر عمرہ کا احرام حدودِ حرم کے اندر ہی سے نہیں باندھا جائے گا بلکہ انہیں اس کے لئے حدودِ حرم سے باہر جانا پڑے گا اور اس کے لئے قریب ترین مقام تنعیم ہے جہاں غسل وغیرہ کے لئے بہتر انتظامات موجود ہیں۔ یہاں سے احرام باندھ کر تلبیہ کہتے ہوئے حرم میں داخل ہوں اور عمرہ کا ثواب حاصل کریں۔

احرام باندھنے سے پہلے ناخن ترشوالیں۔ بال کٹوالیں اگر میسر ہو تو غسل کرلیں ورنہ تو وضو ہی کافی ہے۔ سلے ہوئے کپڑے اُتار کر ایک لنگی جو سلی ہوئی نہ ہو باندھ لیں اور ایک بغیر سلی چادر اوپر اوڑھ لیں، انہی دو کپڑوں میں دو رکعت نماز نفل ادا کریں۔ نماز پڑھتے وقت سر کو چادر سے ڈھانپ لیں بقیہ اوقات میں سر ننگا رہنا ضروری ہے۔ حتیٰ کہ سوتے ہوئے بھی سر نہ ڈھانپیں۔ احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھیں

لبیک اللّٰھم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک۔

ترجمہ: میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں، ساری تعریفیں اور سب نعمتیں تیری ہی ہیں اور ملک تیرا ہی ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔

احناف کے نزدیک حج کے مہینوں سے پہلے بھی احرام باندھ سکتے ہیں مگر امام شافعی اسے جائز نہیں کہتے۔ احرام باندھنے والا محرم کہلاتا ہے کیونکہ وہ اپنے لئے حکمِ الٰہی کے بہ سبب کئی حلال چیزوں کو حرام کرلیتا ہے۔ اب محرم خوشبو نہیں لگا سکتا۔ جسم کے کسی حصہ پر سے کوئی بال کاٹ سکتا ہے نہ توڑ سکتا ہے اور نہ ہی کھینچ سکتا ہے۔ ناخن نہیں تراش سکتا۔ بیوی سے قربت نہیں کرسکتا۔ بیوی کو اس طرح سے چھو بھی نہیں سکتا کہ شہوانی جذبات میں برانگیختگی پیدا ہو۔ کسی جاندار کا شکار نہیں کرسکتا۔ شیعہ فقہ کی رُو سے نہ نکاح کرسکتا ہے نہ کسی اور کا نکاح کرا سکتا ہے محرم کسی دوسرے کے نکاح میں

گواہ بھی نہیں بن سکتا[1]۔ سنیوں میں احناف نکاح کرنے اور کرانے کو جائز سمجھتے ہیں مگر شوافع اس کے جواز کے قائل نہیں[2]۔ آنحضرتؐ نے ام المومنین سیدہ میمونہ بنت حارث سے ۷ھ ذیقعد کے مہینے میں نکاح فرمایا جب کہ آپؐ عمرہ کا احرام باندھے ہوئے تھے[3]۔ اگرچہ شوافع اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت بتاتے ہیں مگر بات یہ ہے کہ اس خصوصیت کا کہیں اور تذکرہ نہیں ملتا۔ شوافع مسلم کی روایت کردہ اس حدیث کو دلیل بناتے ہیں۔ لا ینکح المحرم ولا ینکح یعنی محرم نہ نکاح کر سکتا ہے اور نہ ہی کرا سکتا ہے۔ مگر احناف اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اس حدیث میں لفظ نکاح اپنے حقیقی معنی مباشرت میں مستعمل ہے اس لئے بحالتِ احرام نکاح (ایجاب و قبول کی حد تک) جائز ہے۔

احرام انسانی ذہن کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ وہ اس دنیا میں محض ایک مسافر ہے۔ اس کا جسم صرف ایسے ہی سادہ کپڑوں میں لپیٹ کر سپردِ خاک کر دیا جائے گا۔ اس سے یہ سبق دینا بھی مقصود ہے کہ ہر مسلمان اللہ کا سپاہی ہے۔ یہ جان اللہ کی امانت ہے اور مسلمان کو ہر لمحہ خدا کی راہ میں جان قربان کر دینے کا عزم رکھنا چاہیئے اور کفن بردوش ہونا چاہیئے۔

احرام باندھنے کے بعد یہ فرض ہو جاتا ہے کہ حج کی تکمیل کی جائے۔ اب اسے ادھورا نہیں چھوڑا جا سکتا۔ احرام باندھ کر حجاج مسجد حرام میں داخل ہوتے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ باب السلام سے داخل ہوا جائے مگر یہ لازمی نہیں ہے۔ داخل ہوتے وقت بسم اللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ کہہ کر دایاں پاؤں اندر رکھا جائے اور یہ دعا پڑھی جائے: اللھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک، (ترجمہ): "اے اللہ میرے گناہ معاف فرما اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے"۔ جب بیت اللہ پر نظر پڑے تو یہ دعا پڑھی جائے: "اللھم زد بیتک ھٰذا تشریفاً و تعظیماً و تکریماً و مھابۃً و زد من شرفہٗ وکرمہٗ ممن حجہٗ او اعتمرہٗ تشریفاً و تکریماً و برّاً[4]۔ اللھم انت السلام ومنک السلام فحیّنا ربنا بالسلام۔ اعوذ برب البیت

۱۔ توضیح المسائل۔
۲۔ زبدۃ المناسک۔ مولانا رشید احمد گنگوہی
۳۔ خواتینِ اسلام۔ شہابی۔
۴۔ اخبار مکہ۔

من الدین والفقر ومن ضیق الصدر و عذاب القبر۔ (ترجمہ): اے اللہ اپنے اس گھر کی عزت، شرافت، عظمت اور ہیبت میں ترقی فرما۔ حج کرنے اور عمرہ کرنے والوں میں سے جو اِس کی تعظیم و تکریم کریں ان کی شرافت، عزت اور نیکی میں بھی اضافہ فرما۔ اے اللہ تیرا ہی نام سلام ہے۔ اور سلامتی تیری ہی طرف سے ہے۔ ہم کو سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ۔ میں گھر کے رب کی پناہ مانگتا ہوں قرض سے محتاجی سے، سینہ کی تنگی اور عذاب قبر سے۔

اس کے بعد طواف کریں۔ یہ طواف فرض نہیں ہے۔ یہ طواف قدوم ہے جو سنت ہے۔

طواف کے مسائل | جب طواف کے لئے تیار ہوں تو احرام کی چادر داہنے ہاتھ کو نیچے سے نکال کر بائیں کندھے کے اوپر ڈال لیں اور پھر حجر اسود کے مقابل اس طرح کھڑے ہوں کہ آپ کا داہنا کندھا حجر اسود کے بائیں کنارے کی سیدھ میں ہو۔ طواف کی نیت کریں اور پھر حجر اسود کے بالکل سامنے کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھائیں اور پڑھیں :

بسم اللہ اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد۔

اگر موقعہ ملے تو حجر اسود کو بوسہ دیں یا صرف ہاتھ لگا کر ہاتھ چوم لیں۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو صرف حجر اسود کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے ہاتھ کو چوم لیں اور پھر طواف شروع کر دیں۔ سات چکر لگائیں۔ ہر چکر کو اصطلاح میں شوط کہتے ہیں۔ پہلے تین چکروں میں رمل کریں یعنی کندھے ہلا ہلا کر ذرا اکڑ اکڑ کر چلیں اور باقی چکر (شوط) معمول کے مطابق لگائیں۔ صحابہ نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ جب مسلمان آنحضرتؐ کے ساتھ مدینہ طیبہ سے عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ میں آئے تو چونکہ ان کے اذہان تصورِ عبودیت سے سرشار تھے اور عبودیت عاجزی اور انکساری کا تقاضا کرتی ہے اس لئے طواف بیت اللہ کے وقت وہ سراپا نیاز و خاکساری بنے ہوئے تھے۔ کفار مکہ نے جو اس حقیقت سے ناآشنا تھے اس کو تمسخر اور ہنسی مذاق کا بہانہ بنا کر یہ کہنا شروع کر دیا کہ دیکھو یہ لوگ یہاں سے گئے تھے تو اچھے بھلے تھے مگر "یثرب" کی آب و ہوا نے ان بیچاروں کو کیسا کمزور اور مریل بنا دیا ہے۔ کفار کا منہ بند کرنے کے لئے یہ طے پایا کہ طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کیا جائے۔

طواف کرتے وقت جس طرح جی چاہے اللہ سے دعائیں مانگیں۔ تاہم مختصر اور آسان

دعائیں یہ ہیں :

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃً وفی الآخرۃ حسنۃً وقنا عذاب النار۔

(ترجمہ) اے ہمارے رب ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائی عطا کر اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا۔

اللھم انی اسئلک العفو والعافیۃ فی الدنیا والآخرہ۔

(ترجمہ) اے اللہ میں تجھ سے دنیا و آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔

طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراہیمؑ میں آئیں۔ اگر آسانی کے ساتھ یہاں جگہ مل جائے تو ٹھیک ورنہ قریب یا دور جہاں بھی جگہ میسر ہو دو رکعت نماز پڑھیں اور پھر ملتزم پر آئیں۔ باب کعبہ اور حجر اسود کے درمیان میں بیت اللہ کی دیوار کا حصہ ملتزم کہلاتا ہے۔ اگر موقعہ ملے تو اس سے لپٹ جائیں اور خوب عاجزی کے ساتھ دعائیں مانگیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ملتزم سے اس طرح لپٹ جایا کرتے تھے جس طرح بچہ اپنی ماں کے سینے سے چمٹ جاتا ہے۔[1]

یہاں سے فارغ ہو کر آبِ زم زم پر آئیں۔ آبِ زم زم پینے کے بعد آپ اس دن کے خاص افعال سے فارغ ہو جائیں گے۔ یاد رکھیں کہ ملتزم سے لپٹنا اور آبِ زم زم پینا واجب نہیں ہے۔ اسی دن یعنی ۸ ذی الحج کو مندرجہ بالا اعمال سے فارغ ہو کر وادی منیٰ کو روانہ ہو جائیں اور اس دن کی بقیہ چار نمازیں ظہر، عصر، مغرب اور عشا منیٰ ہی میں ادا کریں۔ اور رات منیٰ ہی میں قیام کریں۔

۹ ذی الحج اس دن فجر کی نماز منیٰ میں ادا کریں اور پھر میدان عرفات کی طرف روانہ ہو جائیں یاد رکھیں کہ عرفات میں قیام کرنا خواہ مختصر ہی کیوں نہ ہو فرائض حج میں ہے اس کے بغیر حج پورا نہیں ہوتا۔ یہیں پہ جبل رحمت ہے۔ یہاں دعائیں مانگیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میدانِ عرفات میں دعا مانگے اور پھر یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول نہیں کی وہ کافر ہے۔ مطلب یہ کہ یہاں جو دعا مانگی جائے ضرور قبول ہوتی

ؔ۔ تاریخ بیت اللہ

ہے۔ حجاج کوشش کریں کہ زیادہ وقت میدانِ عرفہ میں گذرے۔ نوافل پڑھیں، ورد کریں، اپنے اللہ کو منائیں۔ دعائیں مانگیں اور گناہ بخشوائیں۔ اس جگہ اور اس دن کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ امیر الحج[1] ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ پڑھاتا ہے اذان بھی ایک ہی ہوتی ہے۔ مگر جو لوگ امیر الحج کے پیچھے نماز ادا نہ کریں وہ دونوں نمازیں جدا جدا پڑھیں۔ احناف کا نظریہ یہ ہے کہ مسافر حجاج الگ نماز پڑھیں کیونکہ امام مقیم ہوتا ہے اور وہ قصر نہیں کرتا جب کہ احناف کے نزدیک سفر میں قصر واجب ہے[2]۔ سورج غروب ہونے تک عرفات میں ٹھہریں مگر مغرب کی نماز میدان عرفہ میں نہ پڑھیں۔ یہاں حجاج کے لئے مغرب کا وقت بدل جاتا ہے۔ جونہی شام کا اندھیرا پھیلے مزدلفہ میں آجائیں اور یہاں مغرب عشا کی نمازیں پڑھیں مگر یہ جمع صلواتیں محض صوری ہیں حقیقی نہیں ہیں۔ صرف وقت ایک ہوگا باقی ہر چیز باقاعدہ جدا جدا ادا کی جائے گی۔ رات مزدلفہ میں قیام کریں۔ رات کو یہیں سوئیں مگر سر ننگا رکھیں۔

۱۰ ذی الحج فجر کی نماز مزدلفہ میں پڑھی جائے گی۔ اگرچہ دیگر ایام میں امام اعظم کا مسلک یہ ہے کہ صبح میں اسفار کیا جائے یعنی صبح کی نماز اندھیرے میں نہ پڑھی جائے مگر یہاں امام صاحب کا بھی عمل یہی ہے کہ اوّل وقت میں نماز پڑھی جائے۔ کیوں کہ فجر کی سفیدی پھیلنے سے پہلے مزدلفہ کی حدود سے باہر نکل جانا ضروری ہے۔ اس لئے اگر کوئی کمزور شخص یہ محسوس کرے کہ اس نے نماز باجماعت ادا کی تو وہ سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے مزدلفہ سے باہر نہ نکل سکے گا تو وہ جماعت سے پہلے ہی نماز پڑھ لے اور سوئے منیٰ روانہ ہوجائے۔ ایک ضروری بات یہ ہے آگے چل کر حجاج کو رمی کرنی ہوگی اور اس کے لئے چنے کے برابر کنکریاں مزدلفہ ہی سے چن لیں۔ اگر تین دن رمی کرنے کی نیت ہو تو ۴۹ کنکریاں اور اگر چار دن رمی کرنے کا ارادہ ہو تو ۷۰ کنکریاں چنیں اور پھر منیٰ میں آجائیں۔

---

[1] امیر الحج یا تو خود خلیفہ وقت ہوتا ہے یا اس کا نامزد کردہ کوئی بڑا سرکاری عہدہ دار۔ صرف ایک مرتبہ غیر سرکاری آدمی کو امیر الحج نامزد کیا گیا اور وہ تھے سید سلیمان ندوی۔ جب سید صاحب ۱۹۲۶ء میں حج کے لئے گئے تو سلطان عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن نے بہ اصرار انہیں یہ اعزاز بخشا۔ انہوں نے میدانِ عرفہ میں امامت کے فرائض سرانجام دیئے اور خطبہ بھی دیا۔

[2] تاریخ بیت اللہ۔

۷ کنکریاں جمرۃ العقبیٰ کو ماریں اور پھر قربانی کریں۔ قارن اور متمتع پر قربانی واجب ہے اور ۱۰ ذی الحج کو صرف جمرۃ العقبیٰ کو سات کنکریاں ماری جائیں گی۔ اس دن اس کے علاوہ رمی بدعت[1] ہے۔ جس شخص کے لئے قربانی کرنا مشکل ہو وہ سات روزے رکھے تین مکہ مکرمہ میں اور باقی سات جہاں جی چاہے مگر اسی سال پورے کرے۔

قربانی کے بعد سر کے بال کٹائیں (حلق کریں یا قصر) اور پھر احرام کھول دیں۔ احرام کھول کر طواف افاضہ کریں۔ اگرچہ محرم ہوتے ہوئے بھی طواف کیا جا سکتا ہے مگر پسندیدہ نہیں ہے۔ اور طواف ۱۰، ۱۱ یا ۱۲ کسی بھی تاریخ کو کیا جا سکتا ہے۔ شیعہ فقہ کی رُو سے ایک طوافِ[2] نساء بھی کرنا ہوگا اس کے بغیر بیوی حلال نہ ہوگی۔ اس دن کے اعمال کو مختصراً رن حط کہتے ہیں یعنی رمی، نحر، حلق اور طواف۔

۱۱ ذی الحج اگر ۱۰ ذی الحج کو طواف افاضہ نہیں کیا تو آج کرنے کی اجازت ہے۔ اگر طوافِ قدوم کے ساتھ سعی بین الصفا والمروہ نہیں کی تو آج کے دن کرنا ہوگی اور پھر رات منیٰ میں گذارنا ہوگی۔

۱۲ ذی الحج اس دن رمی جمار کریں اور دن منیٰ ہی میں گذاریں اور شام کو واپس اپنی قیام گاہ پر آجائیں۔ ۱۰ ذی الحج سے ۱۲ ذی الحج تک منیٰ میں رہنا لازمی ہے۔ اور ۱۰ ذی الحج کے بعد دوسرے دنوں میں رمی جمار نماز ظہر کے بعد کرنا ہوگی۔

خواتین کے مسائل عورت کو اسلام نے ایک مکمل قانونی شخصیت قرار دیا ہے۔ یورپ میں عورت قانونی طور پر مکمل جداگانہ شخصیت نہیں ہوتی بلکہ وہ اپنے خاوند کی شخصیت میں جذب ہو جاتی ہے۔ مگر اسلام اسے مرد کی طرح جداگانہ شخصیت قرار دیتا ہے۔ اس لئے اس کے مخصوص حالات کے پیشِ نظر الگ سے ایسے مسائل بتلاتا ہے جو اس کی ذات کے ساتھ خصوصی تعلق رکھتے ہیں۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ نے فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا علی النساء جہادٌ؟ کیا عورتوں پر جہاد ہے؟ تو سیدِ وُلدِ آدم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] زبدۃ المناسک۔ [2] توضیح المسائل۔

نعم! علیھن جہادٌ لا قتال فیہ الحج والعمرۃ۔ ہاں ان پر جہاد ہے جس میں قتال نہیں ہے اور وہ حج وعمرہ ہے۔ گویا عورتوں کے لئے حج اور عمرہ جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہے۔ حج سے متعلق خواتین کے مخصوص مسائل مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ عورت محرم یا خاوند کے بغیر سفر حج پر نہیں جا سکتی۔ محرم وہ شخص ہے جس کے ساتھ اس کا نکاح حرام ہو۔ مگر ایسا شخص جو بہ سبب زنا محرم بن گیا ہو، اس سفر میں ساتھ نہیں جا سکتا مثلاً زنا سے لڑکی کی ماں زانی پر حرام ہو جاتی ہے۔ ایسا شخص لڑکی کی ماں کے ساتھ نہیں جا سکتا۔ علامہ قوام الدین شارح ھدایہ[۱] کے نزدیک یہ شخص نگران بھی نہیں بن سکتا۔ مگر دیگر ائمہ اس کو سفرِ حج میں بطور نگران لے جانے کو جائز کہتے ہیں۔

۲۔ مالدار عورت جس پر حج فرض ہو گیا ہو مگر اس کا نہ خاوند ہو اور نہ کوئی محرم ہو تو اس کو چاہیئے کہ نکاح کرے اور خاوند کے ساتھ جا کر فریضۂ حج ادا کرے۔ امام ابو حنیفہ کی ایک روایت میں یہی ہے۔ مگر بعض فقہاء کہتے ہیں کہ اس عورت کے لئے نکاح کرنا واجب[۲] نہیں۔

۳۔ اگر حج فرض ہے اور محرم بھی ساتھ جانے کے لئے موجود ہے مگر خاوند اجازت نہیں دیتا تو عورت خاوند کی اجازت کے بغیر محرم کے ساتھ سفر حج پر جا سکتی ہے۔ اگر نفل حج ادا کرنا ہو تو پھر خاوند کی اجازت ضروری ہے۔

۴۔ اگر عورت عدت میں ہو، اس پر حج فرض ہو گیا ہے اور استطاعت کی تمام شرطیں پوری ہوں تو بھی سفر حج پر نہیں جا سکتی۔ اگر پھر اسے موقع نہ ملے اور دوسری مرتبہ ایام حج آنے سے پہلے وہ مر جائے تو اُسے چاہیئے کہ مرض الموت میں وصیت کر جائے کہ اس کی طرف سے حج بدل کیا جائے۔ اگر دوران عدت حج کو چلی گئی تو فریضۂ حج سے سبکدوش ہو جائے گی مگر عدت کے احکام پورے نہ کرنے کی گناہگار ہوگی۔

۵۔ اگر دوران حج خاوند نے طلاق رجعی دے دی تو وہ اپنے شوہر سے جدا نہ ہوگی کیونکہ طلاق رجعی میں نکاح عدت کے ختم ہونے تک باقی رہتا ہے۔ اس لئے وہ شوہر کے ساتھ مناسکِ حج

۱۔ زبدۃ المناسک۔ ۲۔ بدائع اور قاضی خان۔

ادا کرے گی۔ اور ایسی صورت میں شوہر کو چاہیئے کہ رجوع کرے۔ اور اگر طلاق بائنہ دے دی ہے تو وہ مرد اب اس کا شوہر نہیں رہے گا۔ کیونکہ اس طلاق سے فوراً نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ اب وہ مرد اس کا شریکِ سفر نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ اب وہ اجنبی کے حکم میں ہے۔

۶۔ اگر عورت دورانِ حج فطری وجوہ کی بنا پر ناپاک ہو گئی تو طواف بیت اللہ کے علاوہ تمام مناسک ادا کرے گی اور پاک ہونے کے بعد طواف افاضہ ادا کرے گی۔ اگر عورت ۱۲ ذی الحج کو پاک ہو گئی اور غروب آفتاب میں اتنی دیر باقی ہے کہ وہ غسل کر کے کعبۃ اللہ کے چار چکر (شوط) پورے کر سکے تو اس کے لئے لازم ہے کہ ایسا کرے ورنہ تو دم (قربانی) دینا ہوگا۔ طواف کا وقت ہو اور عورت کو معلوم ہو کہ ابھی کچھ دیر بعد وہ فطری وجوہ کی بنا پر ناپاک ہو جائے گی اور ابھی اتنا وقت باقی ہے کہ وہ کعبۃ اللہ کے گرد چار شوط پورے کر سکے تو اُسے یہ شوط پورے کرنے ہوں گے۔ اگر نہ کئے اور ایام نحر گزر گئے تو بھی پاک ہونے کے بعد اس کو دم دینا ہوگا۔°

۷۔ اگر عورت پر فرض حج کی ادائیگی باقی ہے، وہ استطاعت رکھتی ہے، اس کا شوہر بھی ہے اور محرم بھی، مگر محرم اور شوہر ساتھ جانے کو تیار نہیں ہیں تو شوہر کو مجبور کیا جا سکتا ہے کہ ساتھ جائے، مگر محرم کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

۸۔ خنثیٰ شکل، یعنی جس میں مردانہ اور زنانہ دونوں خصوصیتیں پائی جاتی ہوں، کے لئے بھی محرم ضروری ہے۔

۹۔ دورانِ سفر جب کہ مکہ مکرمہ ابھی تین دن کی مسافت پر یعنی تقریباً ۷۰ میل دُور ہے عورت پر عدت آجائے تو اُسے اسی شہر میں عدت کے دن پورے کرنے ہوں گے۔

°۔ (نوٹ): اگر عورت فطری عوارض کے بہ سبب طواف رکن نہ کر سکی تو وہ پاک ہونے تک وہیں قیام کرے گی۔ یہ بعد والی مدت اگر اس کے اجازت نامے میں نہیں ہے تو بھی حکومتِ سعودیہ اس کو اجازت دیتی ہے اور اس کے لئے ہر طرح کے خصوصی انتظامات کئے جاتے ہیں۔ اگر کسی کو ایسی صورت درپیش ہو تو اُسے چاہیئے کہ حکام سے رجوع کرے۔

۱۰۔ عورت احرام میں سلے ہوئے کپڑے استعمال کر سکتی ہے۔ مگر اپنا سر ننگا نہ کرے گی اور منہ نہ ڈھانپے گی۔ بعض عورتیں ماتھے پر چھجہ لگا لیتی ہیں اور پھر اس پر کپڑا ڈال کر چہرے کا پردہ کر لیتی ہیں۔ یہ فقہی حیلہ ہے۔ اگر ایسا کرنا ضروری ہوتا تو ہادیٔ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم ضرور اس کا تذکرہ فرماتے اور اس کی کوئی صورت بیان کرتے۔ پردہ کی پابندی بحکم الٰہی ہے اور جب اللہ تعالیٰ نے چہرہ کھلا رکھنے کی رخصت دی ہے تو ہمیں خواہ مخواہ اپنے اوپر پابندی لگا کر خود کو تکلیف میں مبتلا نہیں کرنا چاہیئے۔ دین تو یسر (آسانی) ہے ہم خود اس میں عسر (تنگی) کیوں پیدا کریں؟

۱۱۔ عورت تلبیہ بلند آواز سے نہ کرے گی۔ اگر کوئی غیر مرد موجود نہ ہو تو آواز بلند کر سکتی ہے۔

۱۲۔ عورت طواف میں رمل نہیں کرے گی اور نہ ہی مردوں میں گھس کر استلام (حجر اسود کا بوسہ) کرے گی۔

۱۳۔ عورت کی طرف سے مرد قربانی کر سکتا ہے اور عذر ہو تو رمی بھی نائب سے کرائی جا سکتی ہے۔ مگر بعض فقہاء کے نزدیک محض بھیڑ کے خوف سے عورت رمی کے لئے نائب مقرر نہیں کر سکتی۔[1]

۱۴۔ عورت کے لئے حلق یعنی بالکل سر منڈانا حرام ہے۔ وہ صرف قصر کرے گی یعنی چوتھائی سر سے کچھ بال کاٹ دے گی۔

۱۵۔ اگر دوران سفر محرم مر گیا یا اس پر عدت آ گئی جب کہ وہ احرام باندھ چکی تھی تو محصرہ ہو گی۔ اگر پورے سال تک یا ایام حج کے آنے تک احرام برقرار رکھ سکتی ہے تو ٹھیک، ورنہ تو اگر مفرد یا عمرہ کا ارادہ رکھنے والی ہے تو ایک قربانی اور اگر قران اور تمتع کی نیت رکھتی ہے تو دو قربانیاں حرم کو بھیج دے کہ اس کی طرف سے قربان کر دی جائیں اور جب قربانیاں ہو جائیں تو احرام کھول دے۔

کفارات احرام کی حالت میں اگر کوئی ایسا فعل سرزد ہو جو اس صورت میں ممنوع ہے تو اس کی معافی کے لئے کفارہ دینا پڑتا ہے۔ اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

۱۔ خوشبو استعمال کرنے سے ایک قربانی دینی ہو گی۔ اگر احرام باندھنے سے پہلے ہی کوئی فرد خوشبو لگائے ہوئے تھا اور اس کا اثر بعد بھی کسی حد تک باقی رہا تو مضائقہ نہیں۔ اگر خوشبو

---

[1] غنیۃ الطالبین اور زبدۃ المناسک۔

کسی کھانے کی چیز میں ملاکر اسے پکا دیا گیا ہو تو اس میں بھی کچھ مضائقہ نہیں۔ البتہ خوشبودار صابن یا تیل استعمال کرنے سے صدقہ واجب ہو جائے گا۔ اگر ایک مجلس میں سارے بدن پر خوشبو لگائی تو ایک قربانی واجب ہوگی اور اگر مختلف مجالس میں ایک ایک عضو کو لگائی تو جتنی بار لگائی اتنی قربانیاں کرنی ہوں گی۔

۲۔ اگر ہاتھوں میں، پاؤں میں یا سر میں مہندی لگائی تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ اگر مہندی گاڑھی ہوئی تو دو قربانیاں واجب ہوں گی اور اگر مہندی پتلی پانی والی ہوئی تو ایک قربانی واجب ہوگی۔

۳۔ عادت اور رواج کے مطابق سلا ہوا کپڑا پہننے سے ایک قربانی واجب ہوگی بشرطیکہ پورا دن یا پوری رات اس کو پہنے رہے۔

۴۔ سر یا منہ کو کسی ایسی شئی سے ڈھانپ لے جو اس مقصد کے لئے رائج ہو تو ایک قربانی واجب ہوگی۔

۵۔ سر یا داڑھی کے بالوں کو کاٹنا خواہ کسی طریقے سے ہو، ایک قربانی کو واجب کرتا ہے۔

۶۔ پوری ایک بغل یا زیر ناف یا گردن کے بالوں کا مونڈنا بھی ایک قربانی واجب کرتا ہے۔

۷۔ ہاتھ اور پاؤں کے ناخن کترنا اگر ایک مجلس میں ہو تو ایک قربانی اور جدا جدا دو مجلسوں میں ہو تو دو قربانیاں دینی ہوں گی۔

۸۔ بحالت ناپاکی طواف کرنا، اگر طواف رکن ہو تو ایک گائے یا اونٹ قربان کرنا ہوگا اور اگر دیگر قسم کا کوئی طواف ہو تو ایک بکری یا بھیڑ کی قربانی کرنی ہوگی۔

۹۔ غروبِ آفتاب سے قبل عرفہ سے چل دینا اور اس کے حدود سے باہر نکل جانا ایک قربانی کو واجب کرتا ہے۔

۱۰۔ اگر طواف رکن کے ایک، دو یا تین شوط (چکر) ترک کر دے تو ایک قربانی ہوگی اور اگر تین سے زائد چکر چھوڑ دے تو اعادہ لازم ہے قربانی سے کام نہ بنے گا اور میاں بیوی ایک دوسرے کے لئے حلال نہ ہوں گے۔

۱۱۔ چونکہ احناف کے نزدیک طواف وداع سنت ہے اس لئے اس کو ترک کرنے سے ایک قربانی

واجب ہوگی۔ اور اگر طواف وداع کئے بغیر میقات سے باہر چلا آیا اور پھر چاہے تو میقات سے عمرہ کا احرام باندھے اور جا کر طوافِ وداع کر آئے اب کوئی کفارہ لازم نہ ہوگا۔

۱۲۔ سعی میں بلا عذر سواری کرنے سے ایک قربانی واجب ہوگی۔ اور اگر سعی کا اعادہ کرلے تو جائز ہے۔

۱۳۔ وقوفِ مزدلفہ کا ترک کر دینا قربانی کو واجب کرتا ہے۔

۱۴۔ رمی ترک کر دینا کسی ایک دن کی، یا سات کنکر کی جگہ صرف تین کنکر مارنا ایک قربانی واجب کرتا ہے۔

۱۵۔ عورت کا بوسہ لینا یا مباشرت فاحشہ کرنا یا شہوت سے اس کو مس کرنا ایک قربانی واجب کرتا ہے۔

۱۶۔ وقوف عرفہ کے بعد اور طوافِ رکن سے پہلے جماع کرنا، اگر یہ جماع حلق یا قصر سے پہلے ہو تو ایک گائے یا اونٹ واجب ہوگا اور اگر ان کے بعد ہو تو بکری یا بھیڑ کی قربانی کرنی ہوگی۔

۱۷۔ حج قران کرنے والا اگر ذبح یا رمی سے پہلے حلق کرائے تو قربانی واجب ہوگی۔

۱۸۔ حج کرنے کے بعد بغیر حلق کرانے حرم سے باہر چلا گیا اور پھر بارہویں ذی الحج کے بعد لوٹا تو قربانی واجب ہوگی اور اگر بارہویں ذی الحج تک حرم میں لوٹ آیا اور حلق کرایا تو مضائقہ نہیں۔

۱۹۔ افراد کرنے والے پر ان معاملات میں ایک قربانی ہوتی ہے مگر قارن اور متمتع پر انہی جنایات میں دو قربانیاں واجب ہوتی ہیں۔

۲۰۔ اگر ایک عضو سے کم پر معمولی خوشبو لگائی تو صدقہ فطر جتنا صدقہ دینا ہوگا یعنی نصف صاع گندم وغیرہ۔

۲۱۔ اگر ایک دن یا ایک رات سے کم وقت سر کو ڈھانکے رکھا تو صدقہ دینا ہوگا اور اگر ایک گھنٹہ سے کم وقت سر کو ڈھانکے رکھا تو مٹھی بھر آٹا دینا ہوگا۔

۲۲۔ جدا جدا کر کے ایک ایک انگلی کا ناخن تراشا تو ہر ناخن کے بدلے صدقہ واجب ہوگا۔

۲۳۔ طواف رکن کے علاوہ کوئی طواف بغیر وضو کے کر لیا تو صدقہ واجب ہوگا۔

۲۴۔ ایک دن میں جس قدر رمی واجب ہے اس میں سے نصف سے کم ترک کر دیا تو ہر کنکری کے عوض صدقہ واجب ہوگا۔

۲۵۔ کسی دوسرے شخص محرم یا غیر محرم کا سر یا گردن مونڈ دینے یا ناخن کاٹنے سے صدقہ واجب ہوتا ہے۔

۲۶۔ اگر کوئی واجب بغیر عذر شرعی کے ترک کر دیا تو قربانی کرنی ہوگی۔

نوٹ: اگر عذر سے کسی ایسے فعل کا ارتکاب کرے جس کے بلا عذر ارتکاب سے قربانی واجب

ہوتی ہو تو اس صورت میں مرتکب کو اختیار ہو گا کہ خواہ قربانی کرے خواہ چھ مسکینوں کو صدقہ فطر کے حساب سے صدقہ دے خواہ تین روزے رکھ لے۔ جگہ اور وقت کی قید نہیں جہاں اور جب چاہے رکھ سکتا ہے۔ اور اگر بغیر عذر کے ارتکاب سے صدقہ واجب ہوتا ہے اور عذر سے ارتکاب کیا تو اختیار ہے چاہے صدقہ دے اور چاہے تو ہر صدقہ کے بدلے روزہ رکھ لے۔

حج بدل حج ایک ایسی عبادت ہے کہ بوقت معذوری اپنے لئے دوسرے سے اس کی ادائیگی کرائی جا سکتی ہے۔ اس کے مختصر مسائل مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ جس شخص پر حج فرض ہو، اگر وہ معذور ہو، اور معذوری ایسی ہو کہ تا دم آخر اس کے زائل ہونے کی کوئی صورت نظر نہ آتی ہو تو وہ شخص اپنی جگہ پر کسی اور کو حج پر بھیج سکتا ہے۔ اور اگر معذوری ایسی ہو کہ اس کا زائل ہونا عادتاً محال نہ ہو اور وہ شخص حج بدل کرالے مگر بعد میں وہ معذوری ختم ہو جائے تو اس پر از سر نو حج فرض ہو جائے گا۔

۲۔ حج بدل کرنے والا اس شخص کی طرف سے حج کرنے کی نیت کرے گا جس کی طرف سے حج کرنے جا رہا ہے۔

۳۔ حج بدل کرانے والا خود کہے کہ میری طرف سے حج بدل ادا کرو ورنہ تو حج بدل نہ ہو گا۔ البتہ مرنے والا وصیت کر جائے کہ میری طرف سے حج بدل کرانا تو حج بدل صحیح ہو گا۔ اور اگر وارث بغیر وصیت کے حج بدل کرے تو بھی صحیح ہو گا۔ جس طرح وارث مرنے والے کا قرض ادا کرتا ہے یہ بھی اسی طرح ہے۔ ضروری ہے کہ حج بدل فرض حج کے لئے ہو یعنی جس شخص پہ حج فرض تھا وہ حج بدل کرائے تاکہ اس کے ذمہ سے فرضیت ساقط ہو جائے۔

۴۔ اگر حج بدل کرانے والا کسی خاص آدمی کا نام لے کہ وہی میری طرف سے حج کرے تو پھر صرف وہی شخص حج ادا کرے گا ورنہ تو کوئی بھی ادا کر سکتا ہے۔

۵۔ حج بدل کرنے والا حج کو فاسد نہ کرے۔ اگر اس نے حج کو فاسد کر دیا پھر اس کو قضا بھی کر لیا تو بھی حج بدل ادا نہ ہو گا اور اصل شخص کے ذمہ سے فرضیت ساقط نہ ہو گی۔

۶۔ جس کی طرف سے حج کرنا ہو، اس کی خواہش کا احترام کیا جائے۔ جس نوعیت کا حج وہ چاہتا ہو۔ مثلاً افراد، قران یا تمتع اسی نوعیت کا حج ادا کیا جائے۔ اگر اصل شخص نے حج

افراد کے لئے کہا مگر حج بدل کرنے والے نے افراد کے بعد اپنی طرف سے عمرہ بھی کر لیا تو کچھ حرج نہیں، مگر عمرہ کے تمام اخراجات وہ اپنی طرف سے ادا کرے گا۔

۷۔ اگر دو آدمی کسی ایک کو حج بدل کے لئے بھیجیں اور وہ دونوں کی طرف سے احرام باندھ لے تو کسی کے ذمہ سے بھی فرضیت ساقط نہ ہوگی خواہ وہ بعد میں آکر کسی ایک کی تخصیص کر دے[۱]۔

۸۔ عورت بھی حج بدل ادا کر سکتی ہے۔

۹۔ اگر حج بدل کرنے والا کسی جنایت کا مرتکب ہو تو اس کا کفارہ وہ اپنی جیب سے ادا کرے گا۔

نابالغ کا حج اگر نابالغ بچہ حج ادا کرے اور پھر بالغ ہونے کے بعد اس کے لئے حج کی فرضیت کی تمام شرائط پوری ہو جائیں تو اس پر حج فرض ہوگا نابالغی میں کیا ہوا حج فرضیت کو ساقط نہیں کرتا۔ اگر عرفات پر زوال ہونے سے پہلے نابالغ لڑکا جس نے حج کا احرام باندھ رکھا تھا بالغ ہو گیا یا لڑکی بالغ ہو گئی اور اس نے اسی احرام سے حج پورا کر لیا تو یہ نفل حج ہوگا۔ اور اگر پھر سے احرام باندھ کر مناسک ادا کر لئے تو فرضیت ساقط ہو جائے گی۔[۲]

اگر بغیر استطاعت کے جب کہ اس پر حج فرض نہ تھا فرض ادا کر لیا تو فرضیت ساقط ہو جائے گی۔ ایک شخص کے پاس حج پر جانے کے لئے راستے کا خرچ نہ تھا مگر کسی نے اس کو زبردستی پکڑ کر حرم مکہ میں پہنچا دیا اور اس نے حج ادا کر لیا تو فرضیت ساقط ہو جائے گی۔

---

[۱]۔ ردّ المحتار۔

[۲]۔ شرح طحاوی۔